سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ ۳۸۲

تعزیہ داری کی مخالفت کا اصلی راز

ہدایہ برائے کتب خانہ عمدۃ العلماء
برائے ایصال ثواب
سید محبوب علی و سید جواد علی مرحومین
پسران سید [illegible] علی مرحوم
سیدوارہ [illegible] پور، ضلع اناؤ

از

سرکار سید العلماء الحاج مولانا السید علی نقی النقوی دام ظلہ

مطبوعہ
سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت:- ۱۲ نئے پیسے

MAAB 1431
maablib.org

تعارف

سرکار سید العلماء دام ظلہ کا یہ گرانقدر مقالہ اب سے چھبیس سال قبل موقر جریدہ سرفراز، لکھنؤ کے محرم نمبر ۱۳۵۶ھ میں شایع ہوا تھا، اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسے امسال اپنے حسینی لٹریچر کا جزو قرار دے کر بصورت رسالہ شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر تعداد زمانہ عزا میں تقسیم فرما کر عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں گے۔

الداعی الی الخیر

محرم ۱۳۸۳ھ — سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن، لکھنؤ

MAAB 1431
maablib.org

۷۸۶

تعزیہ داری کی مخالفت کا اصلی راز

چند سال سے مسلسل اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حسینؑ مظلوم کی یادگار، جو عالم میں تعزیہ داری کے عنوان سے قائم کی جاتی ہے وہ مٹا دی جائے، اور اس امر کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا جاتا ہے کہ اس امام مظلومؑ کے نام لیوا صفحۂ ارض پر باقی نہ رہیں۔

سالہائے گزشتہ میں ہم نے "الواعظ" اور "سرفراز" کے صفحات میں متعدد مقالے عزائے امام کی حمایت میں شایع کئے اور اُن میں ہم نے اس بات کو بھی واضح کر دیا ہے کہ یہ کوشش بارآور نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ خدا نے اس غم کے باقی رکھنے کا خود سامان کیا ہے، اور گویا بیڑا اُٹھایا ہے کہ آسمان کو سیاہ آندھیوں سے سیاہ پوش کر کے اور ستارہ ہائے فلکی کے ماتمی دستوں کو کربلا میں اُتار کر اس ماتم کے تمہیدات پہلے سے قائم کر دیے گئے تھے، اور فلک کا دامن شفق سے ہمیشہ کیلئے لالہ زار بنا کر گویا اس غم کی بقا و پائداری کا سامان کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے خلاف جو بھی کوشش ہو گی وہ مشیت الٰہی کے مخالف ہے لہذا نقش برآب

ہونا اس کا لازمی ہے۔

اگرچہ مخالفین کی طرف سے اس عزاداری کی مخالفت کو طرح طرح کے رنگوں میں چھپانے کی کوشش کی گئی، کبھی اقتصادی نقطہ نظر سے عزاداری کو مضر بتلایا گیا، چاہے اس کی مخالفت میں جتنی ناکام کوشش کی گئی ہے اور اُس کے لیے جتنے دستے کاغذ سیاہ کر کے کتابت وطباعت کے بار کو برداشت کیا گیا ہے، اُس کی اقتصادی حیثیت ایک تعزیہ رکھنے سے بہت زیادہ ہو۔

کبھی ان افعال کو بدعت بتلاتے ہوئے روکا گیا، اور بدعت کی ہَوا سے بے خبر وجاہل عوام کو مرعوب کیا گیا، حالانکہ بدعت ہر تازہ چیز کو کہتے ہیں، اور اُس کا ناجائز ہونا لازم نہیں، بلکہ وہ کبھی واجب ومستحب بھی ہوتی ہے، جیسا کہ سابق مضامین میں ہم اس پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔

کبھی تعزیہ کو عنوان تصویر کے تحت میں حرام بتلایا گیا، حالانکہ غیر ذی روح کی تصویر باجماع امت جائز ہے۔ کبھی میت پر نوحہ وزاری کو ناجائز کہا گیا، اور رونے کو حرام بتلاتے ہوئے حدیث نبوی کو اپنی دلیل میں پیش کیا گیا کہ ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ میت پر اُس کے اہل قرابت کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، حالانکہ اُس کے مخالف احادیث خود صحیح بخاری میں موجود ہیں، اور جناب عائشہ نے صاف فرمایا ہے کہ حضرت رسول ؐ نے

کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مومن پر اس کے اہل قرابت کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، بلکہ ایک یہودیہ پر اُس کے اعزا رو رہے تھے، تو حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں، اور اُس پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے، راوی صاحب کو اشتباہ ہوا اور انھوں نے اسے مومنین سے متعلق کر دیا۔

یہ تمام بہانے عزاداری کی مخالفت کے ظاہری تھے، اور درحقیقت ان لوگوں کی کوشش فطرت کا مقابلہ تھی۔ وہ قومیں جو کسی دین و مذہب سے تعلق نہیں رکھتیں، اور وہ قومیں جو کسی نہ کسی مذہب کی دعوے دار ہیں، سب اس نقطۂ عمل پر متفق ہیں کہ اگر کوئی بزرگ قوم ان میں سے اُٹھ جائے یا کوئی بڑا واقعہ رونما ہو تو اس کی یادگار قائم کر دی جائے، اور یہ فطرت انسانی کا فیصلہ ہے۔ خدا نے اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے اہم واقعات کی یادگاریں دنیا کے لیے چھوڑ دی ہیں، حضرت آدمؑ کا بہشت میں گندم تناول فرمانا، اور اس غذا کا تیس دن تک اُن کے شکم میں رہنا، اُس کی یادگار خداوند عالم نے ماہ صیام کے روزوں سے قرار دی ہے کہ ہمیشہ اہل عالم اُس کی تکلیف کو سہ کے اس واقعہ کو یاد کر لیا کریں، اور شیطانی حیلوں سے اپنے کو بچانے کی فکر کریں، اسی طرح قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا اس کی یادگار میں ایک حکم قیامت تک کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے، قرآن مجید میں قتل ہابیل کے واقعہ کے بعد ارشاد ہوا ہے من اجل ذلک کتبنا علیٰ بنی اسرائیل

انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا و من احیاھا فکانما احی الناس جمیعا۔ اسی واقعہ کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل میں یہ بات مقرر کی کہ جو ایک نفس کو قتل کرے اُس نے گویا تمام عالم کو قتل کیا، اور جو ایک نفس کو زندہ کرے، اُس نے تمام عالم کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح حج کے بیشتر احکام کسی نہ کسی واقعہ کی یادگار ہیں، اور عید الاضحےٰ کے دن قربانی کی شرعیت بھی واقعہ ذبح اسمٰعیلؑ سے تعلق رکھتی ہے۔

تمام مذاہب عالم کے ساتھ اہل اسلام نے بھی اس اصول فطرت کو نظر انداز نہیں کیا، ہجرت نبیؐ چونکہ ایک عظیم واقعہ تھا، لہذا مسلمانوں نے کہ جن میں بڑے بڑے صحابہ کبار موجود تھے اُس کی یادگار سنہ ہجری کے عنوان سے قائم کی۔ کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ اس واقعہ کی یاد تازہ ہوتی رہے۔

کربلا کا واقعہ اگر حقیقت بیں نظر سے دیکھا جائے تو اپنی نوعیت میں تمام عالم کے واقعات سے امتیازی اہمیت رکھتا ہے، اور دنیا کا کوئی عظیم واقعہ اس اہمیت تک نہیں پہونچتا، یقیناً وہ اس قابل ہے کہ اُس کی یادگار عالم میں قائم کی جائے جس کی وجہ سے لوگ کبھی اُس کو بھولنے نہ پائیں وہی یادگار مسلمانوں کی متفقہ رائے نے عزاداری کے عنوان سے

قائم کی ہے، اور اس کی مخالفت فطرت کی مخالفت ہے۔

اس فطری حکم کی مخالفت اگرچہ طرح طرح کے بارد اعذار کے پردوں میں چھپائی گئی مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

نظر حقیقت جو اس کوشش کے اندر ایک عمیق راز کو سربستہ سمجھتی تھی، اور اب واقعات حجاز نے اُس پردہ کو جو باطنی نیت پر پڑا تھا، اٹھا کر اصل مقصود کو بے نقاب کر دیا ہے۔ وہی لوگ جو مخالفت تعزیہ داری کے قائد اعظم تھے، مسئلہ حجاز میں حمایت داران رسولؐ و اہلبیت رسولؑ کی مخالفت کے لئے میدان میں آ رہے، اور اپنے قلم سے حمایت ابن سعود کا حق ادا کرکے اس میدان کے شہسوار بنے۔

وہی محمد اسحٰق صاحب جو ظفر الملک کے لقب سے معروف ہیں تعزیہ داری کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور "سچ" کے دروغ باف صفحات کو سال گزشتہ تک اس کے لئے وقف کئے ہوئے تھے، اور مسئلہ حجاز میں وہی ظفر الملک صاحب ہیں، جنھوں نے حمایت ابن سعود میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا اور اس طرح رسولؐ و اہلبیتؑ کی توہین میں شریک ہو کر امۃ سمعت بذالک فرضیت بہ کے مصداق بنے،

خدام الحرمین کی مخالفت اور اہل لکھنؤ کو شبہہ میں ڈالنے کے لئے میموریل ہال میں کئی مرتبہ جلسہ کا انعقاد بھی آپ ہی کی سعی بلیغ کا نتیجہ تھا۔ یہ اور بات ہے کہ حسرت دل کی دل ہی میں رہی اور اہل اسلام کی معاملہ فہمی اور حق شناسی نے اس کوشش کو بارآور نہ ہونے دیا اور جلسہ کو کامیابی کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔ اس ترتیب عمل سے

حقیقت بے نقاب ہوگئی

معلوم ہوگیا کہ تعزیہ داری کی مخالفت درحقیقت مصائب حجاز کی تمہید تھی۔ تعزیہ روضۂ سید الشہداءؑ کی نقل ہے، جو لوگ انبیاء، وائمہ واہلبیت رسول علیہم السلام کے خود مشاہد کو قابل احترام نہیں سمجھتے، اور اُن کے انہدام کو سُن کر خوش ہوتے ہیں، بلکہ نعرۂ تحسین وآفریں سے دل بڑھاتے اور ہزار ہا صفحات اس کی تائید میں مثل اپنے نامۂ عمل کے سیاہ کرتے ہیں، اُن سے کیا تعجب ہے کہ وہ تعزیہ کے مٹانے کے درپے ہوں اور اس پر عمل کریں، ایسے لوگوں کے دعوائے اسلام پر اسلام آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد
وائے گر در پس امروز بود فردائی

maablib.org

اگر غائر نظر سے نکتہ رسی کی جائے تو معلوم ہو گا کہ تعزیہ کی مخالفت اس لیئے تھی کہ مسلمانوں کے دل سے تعزیہ کی اہمیت کم کی جائے تاکہ اصل مشاہد کے وقار کو کوئی صدمہ پہونچایا جائے تو اُس کی کوئی اہمیت نہ معلوم ہو۔

تعزیہ داری کی مخالفت ابن سعود کی خفیہ سازش، اور مصائب حجاز کا پیش خیمہ تھی، اور اس کے ذریعہ سے فضاء اسلام میں وہابیت کے وہ جراثیم پھیلائے جارہے تھے جو اسلامی عنصر کے لیئے سخت ترین وبا کا حکم رکھتے ہیں۔

وہابیت کی خفیہ تبلیغ

تھی جس سے بھولے بھالے مسلمان بے خبر تھے، وہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی ہم میں کی ایک فرد ہیں، اور نیک نیتی سے اقتصادی و مذہبی مصالح پر نظر کر کے ہمیں نیک مشورے دے رہے ہیں، مگر باطل کا طلسم زیادہ دن تک پائدار نہیں رہتا اور غلط فہمی کا گھروندا ایک ہوا کے حقیقت کے جھونکے سے تار عنکبوت کی طرح اُڑ جاتا ہے۔ واقعات نے واضح کر دیا کہ یہ لوگ مار آستین تھے، اور حقیقت کے رنگ میں وہابی اصول کی تبلیغ کر رہے تھے۔

خود مشاہد ائمۂ معصومین علیہم السلام کو متبرک و قابل تعظیم ماننے کے بعد، اُن کی نقل فطرۃً قابل تعظیم ہو جاتی ہے جس طرح کعبہ ایک مخصوص گھر ہے، مگر ہزار ہا فرسخ دور جو نقل اُس کی مسجد کے عنوان سے بنائی جاتی ہے، وہ بھی خاص تعظیمی احکام رکھتی ہے، اس میں نہ کوئی بدعت محرمہ ہونے کا شائبہ ہے، اور نہ تصویر ہونے کی حیثیت سے حرمت کی کوئی وجہ ہے۔ شرعی رجحان ثابت ہو جانے کے بعد اقتصادی حیثیت سے اعتراض کی کوئی وجہ نہیں۔ اپنے ذاتی مشاغل اور فضول کاموں میں جو لوگ ہزاروں روپیہ صرف کرنا کوئی بات نہیں سمجھتے کسی کار خیر میں اگر کچھ روپیہ لگا دیں تو اس میں کون سا اقتصادی ضرر ہے۔

مگر یہ تمام کوشش اس عقیدہ پر مبنی تھی کہ ان کے نزدیک مشاہد مشرفہ کی تعظیم کفر و شرک ہے، اور جو لوگ اُن کی تعظیم و زیارت کرتے ہیں وہ واجب القتل اور مہدور الدم ہیں، جیسا کہ وہابی اصول کا مقتضا اور اس مذہب کا مخصوص طرۂ امتیاز ہے، اور چونکہ نقل کا احترام اصل کی طرف راجع ہے، اس لئے وہی حکم تعزیہ پر بھی آئے گا، جو ان بد باطنوں کے نزدیک اصل تعظیم مشاہد کا ہے۔

عجیب حقیقت کا انکشاف

سید محمود شکری آلوسی بغدادی جو علمائے وہابیہ کی ایک مایۂ ناز فرد ہیں، اُن کی کتاب "تاریخ نجد" جو ۱۳۴۳ھ میں مطبع سلفیہ مصر میں محمد بہجت اثری مشہور مورخ و عالم کی زیر نگرانی شایع ہوی ہے، ہمارے پیش نظر ہے، اس میں وہابیوں کے عادات و اخلاق، رسم حکومت اور فوجی مردم شماری کا ذکر کرتے ہوے تحریر کیا ہے۔

والکثیر منھم فی نواحی العراق و منھم فی الکویت و منھم فی الھند (ص۹۷) یعنی بہت سے افراد اس فرقہ کے اطراف بصرہ میں ہیں اور بعض اُن میں کے کویت میں اور کچھ حصہ اس فرقہ کا ہندوستان میں ہے۔

بھلا کون جانتا تھا کہ ہندوستان میں بھی وہابیوں کی جماعت موجود ہے، مگر صاحب اطلاع راز دان مورخ کی تحریر سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہندوستان اس فرقہ کے افراد سے خالی نہیں۔ اس سے یقیناً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ جماعت جو ہمیشہ حنفیت سے برسرپیکار رہی، اور اپنی وہابیت کو اہل حدیث ہونے کے پردہ میں چھپائے رہی، وہ درحقیقت وہابی فرقہ کی ایک کڑی تھی جو ہندوستان میں ہمیشہ

ریشہ دوانی کرتی رہی اور کبھی نواب صدیق حسن خاں قنوجی کی قیادت میں اسلامی اصول کو صدمہ پہونچایا، اور کبھی شیعہ وسنی کے لاحاصل نزاعات کو چھیڑکر اسلامی شیرازہ کو برہم کیا۔ کبھی اہل حدیث جماعت کے نام سے مسلمانوں میں تفرقہ واختلاف کے جراثیم پھیلائے، ان کو اگر کسی نے وہابی کہہ دیا تو برافروختہ ہو جاتے ہیں مگر واقعیت یہی ہے ورنہ ہندوستان میں ان کے علاوہ وہابی جماعت ہم کو دکھلادی جائے۔

مسلمانو! ہوشیار ہو

عرب کی مثل ہے "الکبیر نیسر عن الصغیر: وقد ینمی عن لقسب اللبان۔ ہمیشہ چھوٹی بات بڑی بات کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے۔

تعزیہ داری کی مخالفت اسی اصول پر مبنی ہے کہ تعزیہ جو نقل مشہد ہے اس کا وقار سبک ہونے کے بعد اصل مشاہد پر حملہ کی جرأت ہو سکے، واقعات کے تلخ تجربہ نے تم کو اس گروہ کے باطن پر آگاہ کر دیا ہے اور معلوم ہو گیا ہے کہ اس جبہ و دستار کے اندر کیسے کیسے اسلام کے ہلاک کن زہر مضمر ہیں۔ معاملہ فہمی سے کام لو اور مسلمان صورت

وہابی افراد کے دام تزویر میں نہ آؤ۔ رسولؐ کے پیارے نواسے حسینؑ نے اپنی جان اسلام پر نثار کر دی ہے۔ مسلمانوں کا سب سے بڑا فرض ہے کہ ان کی یادگار قائم رکھیں، اس میں خدا کی خوشی ہے، رسولؐ کی مرضی ہے، ایک مظلوم کی مواسات اور ہمدردی ہے، اسلام پر قربانی کی ایک عظیم تعلیم اور عالم کے بہترین ایثار کی ایک سچی تصویر ہے۔ مسلمان حسینؑ کے احسان مند ہیں، اور اس بار سے سر نہیں اُٹھا سکتے۔

شاہ است حسینؑ و بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ و دین پناہ است حسینؑ
سرداد و نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

پبلشر

مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری

امامیہ مشن لکھنؤ (انڈیا)

MAAB 1431
maablib.org

اُردو لٹریچر متعلق واقعۂ کربلا

نمبر شمار	نمبر رسالہ	اسمائے رسائل	قیمت
۱	۱	قاتلان حسینؑ کا مذہب (ص)	۳۷ر
۲	۷	حسینؑ اور اسلام (ص)	۲۵ر
۳	۳۷	محاربۂ کربلا (ص)	۱۹ر
۴	۴۰	اثبات عزاداری	۳۷ر
۵	۴۷	ذوالجناح (ص)	۱۳ر
۶	۴۸	شہدائے کربلا حصہ اول (ص)	لعہ ر
۷	۶۳	" حصہ سوم (ص)	۳۷ر
۸	۱۱۷	سامان عزا (ص)	۱۳ر
۹	۱۶۲	ازواج امام حسین علیہ السلام	۳۰ر
۱۰	۱۶۵	ہلاکت اور شہادت (ص)	۱۹ر
۱۱	۱۷۰	بین الاقوامی شہید اعظم حسینؑ ابن علیؑ (ص)	۶ر
۱۲	۱۷۱	منازل اسلام	۳۱ر
۱۳	۱۸۶	مقصد حسینؑ (ص)	۱۳ر
۱۴	۱۸۷	دیں پناہ است حسینؑ (ص)	۶ر
۱۵	۱۸۸	شب شہادت (ص)	۶ر
۱۶	۱۹۰	شہادت زار کربلا (ص)	۶ر
۱۷	۱۹۱	تاریخ اسلام میں واقعۂ کربلا کی اہمیت (ص)	۱۹ر
۱۸	۱۹۲	اگر واقعۂ کربلا نہ ہوتا تو کیا ہوتا (ص)	۱۳ر
۱۹	۱۹۳	استقامت علی الحق کا معیاری نمونہ (ص)	۶ر
۲۰	۱۹۴	زندہ جاوید کا ماتم (ص)	۹ر
۲۱	۲۲۱	ذکر حسینؑ	۱۳ر
۲۲	۲۳۱	تشدد کا مقابلہ عدم تشدد سے	۱۶ر
۲۳	۲۳۲	اشک ماتم (ص)	۱۶ر
۲۴	۲۴۱	معرکۂ عشق و بغض علیؑ	۱۳ر

maablib.org

نمبر شمار	نمبر رسالہ	اسمائے رسائل	قیمت
۲۵	۲۴۳	مقتل العبرہ (۳)	۱۹ ؍
۲۶	۲۴۵	جہاد حسینی	۶ ؍
۲۷	۲۴۶	شہادت حسینؑ کی مختصر کہانی	۶ ؍
۲۸	۲۴۷	حسینؑ اور یزید کی شخصیت دنیا کے مذاہب میں	۱۶ ؍
۲۹	۲۵۰	حسینی قربانی	۶ ؍
۳۰	۲۵۱	لاجواب قربانی	۶
۳۱	۲۵۲	حسینؑ اور انسانیت	۲۲ ؍
۳۲	۲۵۵	عزاداران حسینؑ کے نام	۶ ؍
۳۳	۲۶۷	حسینؑ نام ہے معراج دین فطرت کا	۹ ؍
۳۴	۲۷۲	عزائے حسینؑ کی اہمیت (۳)	۶ ؍
۳۵	۲۷۳	مسلمانوں کی حقیقی اکثریت	۶ ؍
۳۶	۲۷۵	مجسمۂ انسانیت	۱۳ ؍
۳۷	۲۸۰	کردار حسنین علیہم السلام کی یک رنگی	۶ ؍
۳۸	۲۸۵	کتاب شہید اعظم پر تبصرہ (۳)	۱۳ ؍
۳۹	۲۸۷	آل رسولؐ کی قربانی اور یادگار کا مقصد	۱۳ ؍
۴۰	۲۸۸	عزائے سید الشہداء اور سبیل تشنگان کربلا	۲۰ ؍
۴۱	۳۰۸	معراج حیات	۶ ؍
۴۲	۳۰۹	امام حسینؑ	۶ ؍
۴۳	۲۹۳	حسینؑ آزادی کے علمبردار	۶ ؍
۴۴	۲۹۴	شہادت حسینؑ	۶ ؍
۴۵	۳۱۲	حسینی فیصلہ کی قوت	۶ ؍
۴۶	۳۱۳	حسینؑ اور امن	۶ ؍
۴۷	۳۱۵	شہادت علی اصغرؑ	۶ ؍
۴۸	۳۱۶	یزید اور خاک کا مکالمہ	۶ ؍
۴۹	۳۱۹	اسلام پوچھتی	۱۳ ؍
۵۰	۳۲۰	حسینؑ نے بیعت یزید کیوں نہیں کرلی ؟	۱۵ ؍
۵۱	۳۲۱	شہادت حسنیؑ	۱۳ ؍

نمبر شمار	نمبر رسالہ	اسمائے رسائل	قیمت
۵۲	۳۲۲	مجلس شام غریباں	۱۳ر
۵۳	۳۲۳	قاضی شریح کا کردار	۹ر
۵۴	۳۲۴	حضرت ابن عباس کا یادگار خط	۱۳ر
۵۵	۳۲۷	اعمال ماہ محرم	۳۱ر
۵۶	۳۲۹	شہادت حسینؑ اور اس کے اسباب	۱۰ر
۵۷	۳۳۲	حسینؑ اور ہندوستان کا سمبندھ	۲۰ر
۵۸	۳۴۸	جہاد مختار (۳)	۲۰ر
۵۹	۳۴۹	کربلا کا درس اصلاح و تعمیر	۱۳ر
۶۰	۳۵۲	واقعۂ کربلا پر گریہ و بکا	۱۳ر
۶۱	۳۵۳	اسلام اور عدم تشدد	۱۳ر
۶۲	۳۵۴	کربلا کی ضرورت	۱۳ر
۶۳	۳۵۶	حسینؑ اور انسانی دیانت	۱۳ر
۶۴	۳۶۰	حضرت علیؑ اور مزدوری	۱۳ر
۶۵	۳۶۴	بارہ شہزادے	۲۵ر
۶۶	۳۶۵	حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ	۲۰ر
۶۷	۳۶۶	حسینؑ اور انسانیت	۱۳ر
۶۸	۳۶۷	آل اطہار و اہلبیت اخیار علیہم السلام	۲۰ر
۶۹	۳۶۹	خواتین کربلا	۲۰ر
۷۰	۳۷۱	نفس مطمئنہ	۶ر
۷۱	۳۷۲	کون ہوں کیا چاہتا ہوں؟	۲۰ر
۷۲	۳۷۸	اسلام کیونکر پھیلا؟	۱۴ر
۷۳		حسینی اقدام کا پہلا قدم	۱۳ر
۷۴		حسینؑ شہید	۸ر
۷۵		مسلمانوں کی روشن تاریخ کا ایک سیاہ ورق	۸ر

برائے ایصال ثواب

maablib.org